دعوات عبدیت و حق
ضبط و ترتیب : ادارۃ الحق

ارشادات شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ

علماء کا اصل کام

اصلاحِ امت

یہ تقریر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے ۲۹ راپریل ۱۹۷۲ کو دیہی ترقیاتی اکیڈمی پشاور کے دو روزہ علماء کنونشن میں ارشاد فرمائی اور بڑی خوبی سے کنونشن میں شریک علماء کا رخ علماء کے کرنے کا اصل کام اصلاحِ امت اور فریضۂ تبلیغ کی ادائیگی کی طرف موڑ دیا۔

(ادارہ)

(نحمدہ ونصلی) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم العلماء ورثۃ الانبیاء۔ (الحدیث)

حضورؐ نے فرمایا علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں۔

محترم بزرگو! علماء کا اونچا مقام ہے۔ خاص کر امت محمدیہ علی صاحبہا الف الف سلام وتحیۃ کے علماء کا جو حضورؐ کے ارشاد علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل ۔ کے مصداق ہیں۔ اور وارث کو وہ چیز میراث میں ملتی ہے جو مورث کے پاس ہو۔ دولت جس نے حاصل کی وہ قارون کا وارث بنا سلطنت اور حکومت تو فرعون ہامان اور ہٹلر و مسولینی کو بھی ملی۔ اگر کسی نے صرف یہ چیزیں حاصل کیں تو ان کی میراث کو پالیا، مگر وہ پیغمبر کا وارث نہیں ہو سکتا۔

ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی نے ایسے حالات میں مکہ مکرمہ میں حق کی آواز بلند کی۔ کفار لالچ دیتے رہے۔ حضرت ابوطالب کے پاس جاکر شکایت کرتے۔ حضورؐ اپنے چچا کو کہتے کہ میری وجہ سے قوم کا بوجھ مت اٹھائیں، میں اللہ کے بھروسہ اور اعتماد پر کھڑا ہوا ہوں۔ اور اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے میں چاند بھی رکھ دیں اور کہہ دیں کہ ایک ایسی راہ اختیار کرلوں جو ذرا سی بھی اعتدال سے ہٹی ہوئی ہو تو ہرگز نہ کر سکوں گا۔

قل ما یکون لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی ان اتبع الا ما یوحی الی	مجھے کیا حق پہنچتا ہے کہ دین کی کسی بات کو اپنی مرضی سے تبدیل کر سکوں میں تو اسی وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر آتی ہے۔

پھر اس امت نے حضورؐ کے ایسے نمونوں اور اصولوں کو اپنا کر قرآن و سنت کی برکت سے قیصر و کسریٰ کی سلطنت ختم کی تو اولین امت کی اصلاح جن طریقوں سے ہوئی انہی طریقوں سے ہماری حالت بھی بدل سکتی ہے۔ انہوں نے کالج اور یونیورسٹیاں نہیں پڑھی تھیں کارخانے نہ تھے، بدر میں چند تلواریں اور چند کمان مسلمانوں کا سارا اثاثہ تھے۔ مگر ان کے جذبات یہ تھے کہ حضورؐ نے جب بدر میں رائے معلوم کرنا چاہی کہ تم ۳۱۳ ہو کفار تام السلاح اور شاکی السلاح ہیں۔ کیا خیال ہے۔ ان سے مقابلہ ہو جائے یا نہیں ---؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم بنی اسرائیل کی طرح نہیں کہ آپ کو کہہ دیں کہ اذھب انت وربك فقاتلا انا ھھنا قاعدون۔ (تو اور تیرا رب جا کر لڑے ہم تو یہاں ہی بیٹھے رہیں گے۔) نہیں بلکہ انا نقاتلك عن یمینك وعن شمالك وعن یسارك --- الخ ہم تو آپ کے آگے پیچھے داہنے بائیں لڑیں گے۔ تو فتح بھی خدا نے دی کہ اس کا وعدہ ہے کہ: ان تنصروا اللہ ینصرکم۔ اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے۔ تو اللہ تمہاری نصرت کرے گا۔ تم خدا کی مدد کیلئے کمر بستہ ہو جاؤ، خدا تمہاری مدد کرے گا۔ اگر یہ خیال ہو کہ شاید اس وقت دشمن موجودہ زمانہ کی طرح کا طاقتور اور مسلح نہ ہوگا۔ تو نہیں۔ اپنی تاریخ پڑھ لو۔ ایک جنگ یرموک میں لاکھوں مسلح کافروں سے مقابلہ ہوا، کئی ہزار زنجیروں میں بندھے ہوئے تھے کہ بھاگنا بھی چاہیں تو نہ بھاگ سکیں۔ لوہے کی دیوار بن گئے تھے۔ ان کے پاس طاقت تھی۔ مگر مسلمانوں نے ان کی صفوں کو تہس نہس کر دیا تھا۔ اُس وقت اللہ کی مدد مسلمانوں کے ساتھ رہی۔

--- تو بھائیو! آپ کا مقام بہت اونچا ہے۔ ان فتنوں کے دور میں گھبرائیں نہیں۔ صحابہ کرامؓ کی حالت سامنے رکھیں کہ وہ حضورؐ کے سچے وارث تھے۔ حضرت خبابؓ کی پیٹھ ایک دفعہ ننگی ہو گئی، حضرت عمرؓ موجود تھے دیکھا تو ایسے زخموں کے نشان تھے کہ نہ تیروں کے معلوم ہوتے تھے، نہ تلوار کے بڑے بڑے چھالے اور گڑھے سے بن گئے تھے، وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میرا مالک میرے اسلام لانے کی وجہ سے مجھے دہکتے انگاروں پر لٹا دیتا۔ اوپر چند آدمی بٹھا دیتا کہ اٹھ کر بھاگ نہ سکوں۔ اور جسم سے خون اور پانی رس رس کر جب تک انگاروں کو بجھا نہ دیتا تب تک مجھے اسی حالت میں رکھا جاتا۔ انہی حضرت خبابؓ کا سر مبارک دشمن کے ہاتھوں زخمی ہوا۔ حضورؐ سے شکایت کی، حضورؐ کا چہرہ مبارک سرخ ہوا اور فرمایا۔ اے خباب تم تو خیر امت میں سے ہو۔ تم سے پہلے تو اسلام کی خاطر لوگوں کو آروں سے چیرا گیا۔ مگر اُف تک نہ کی، تمہیں اتنی گھبراہٹ کیوں ہے۔ پھر حضورؐ نے فتح کی بشارت دی کہ یہاں سے صنعاء یمن تک ایک عورت اکیلے سونا لئے جا رہی ہوگی اور اسے کوئی

ڈر نہیں ہوگا۔ یہی بشارت تھی کہ حضرت عمرؓ عثمانؓ، علی رضی اللہ عنہم کا دور آگیا۔ ۲۳ سال میں اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا۔

انا فتحنالک فتحاً مبینا۔ (ہم نے تجھے بہت بڑی فتح دی) کا ظہور ہوا۔ مگر ہم نے اپنے ملک میں وہ جھنڈا جو چودہ سو سال سے لہرا رہا تھا، ۲۴ سال میں سرنگوں کر دیا۔ اور سات کروڑ مسلمانوں کو ہندو کے سپرد کر دیا۔ پھر کہئے کیا ہم بھی وارث ہیں۔ ذات اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لہرایا اور ہمارے سپرد کر کے حکم دیا کہ اب آگے بڑھتے رہو، مگر ہم نے ۲۴ سال میں اسلامی مملکت کا اہم حصہ کافروں کے سپرد کر دیا۔ بھائیو! آج آپ کی یہ تمام کوششیں قابل ستائش ہیں۔ مگر جب مرض کی تشخیص نہ ہو اور برائی کی جڑ نہ کاٹیں گے تو علاج کارگر نہیں ہو سکے گا۔ ہسپتال کارخانے ترقیاتی منصوبے سب کچھ ہو رہا ہے۔ ہم کہتے ہیں جزاک اللہ اور بھی ترقی کرتے رہو۔ مگر ہم دین کے خدام اور آپ حضرات علماء کا مقام اور کام تو یہی ہے کہ حضورؐ کے دین کو لیکر امت کی اصلاح و فلاح کے لئے کمربستہ ہو جاؤ کہ اسی طریقہ پر چل کر ہماری ترقی ہے۔ لن یصلح آخر ھذہ الامۃ الا بما صلح بہ اولھا۔ اس امت کا آخری دور بھی انہی طریقوں سے درست ہوگا جس طرح اگلے دور کی اصلاح ہوئی۔

یہ دو ڈھائی سو علماء کا مجمع اگر اپنے اپنے دیہات میں پھیل کر اصلاح کے کام میں لگ جائے۔ اور سب سے پہلے لوگوں کے دلوں میں خدا کے خوف کے جذبات ابھاریں کہ رأس الحکمۃ مخافۃ اللہ۔ (دانائی کی جڑ اللہ کا خوف ہے۔) تو کتنی اصلاح ہو سکتی ہے۔ قبل از اسلام عربوں کی زندگی کتنی خراب تھی کہ ہماری موجودہ خرابی بے حساب ہونے کے باوجود دور جاہلیت تک نہیں پہنچ سکتی۔ ان طریقوں سے جسے حضورؐ نے اختیار کیا۔ ان کی ایسی اصلاح ہوگئی کہ اس معاشرہ میں سے حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ حضرت خالدؓ جیسے لوگ پیدا ہوئے۔ کوئی مادزے تنگ، کوئی شکسپیر اور کوئی نکسن کے پیچھے جاتا ہے، تو جائے، ہمارا ماوی وملجا تو ذات وحدہ لاشریک اور ہمارا اسوۃ ونمونہ تو اس کا پیغمبرؐ اور اس کے صحابہ کرامؓ ہیں۔ الغرض پہلا فریضہ ہمارا یہ ہے کہ ہم اپنے دیہات میں پھیل کر وراثت نبوت کا کام سنبھالیں۔ اس راہ میں کسی چیز کی پرواہ نہ کریں، نہ طمع و لالچ ہو۔ اور نہ دنیا مطمح نظر ہو۔ حضورؐ نے حق کی آواز بلند کی اور جاتے وقت دنیا پر اسلام کی سلطنت قائم فرمائی مگر دنیا سے رحلت کے وقت زرہ مبارک ایک یہودی کے پاس چند سیر جو کے عوض گروی ہے۔ انبیاء اجر کے طلبگار نہیں ہوتے قل لا اسئلکم علیہ اجرا ان اجری الا علی رب العالمین۔ تمہیں جب علم کی دولت اور عزت حاصل ہے تو اس سے بڑھ کر عزت اور دولت کیا ہو سکتی ہے۔ لوگوں کا اس کا اندازہ نہیں

ہے۔ اس لئے اور چیزوں کو مقصود بنا دیتے ہیں۔ وللّٰہ العزۃ ولرسولہ ولکن المنافقین لا یعلمون۔ ہمارا فریضہ ہے کہ بجذبۂ اخلاص وللہیت سے اس قوم کی اصلاح میں لگ جائیں۔ اور جس طرح نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، اخلاقِ حسنہ اور احساسِ آخرت کا درس امت کو دیں۔ اسی طرح عملی نمونہ بھی ان تمام باتوں کا امت کو بتلائیں۔ اور دنیا کے کام بھی ایک مثالی نمونہ بن کر ان کے سامنے پیش کریں۔

علماء کو تجارت اور دنیوی کاموں سے بھی نہیں روکا گیا۔ مگر ان کی تجارت بھی کیسی ہو گی۔؟ امام ابوحنیفہؒ ریشم (خز) کے تاجر تھے۔ ایک بوڑھی عورت آئی، ایک ریشمی چادر خریدی، قیمت پوچھی اور کہا جس قیمت پر پڑی ہے اسی قیمت پر دیدو۔ امامؒ نے فرمایا: چار درہم۔ بڑھیا حیران رہ گئی اور کہا کہ کیوں ہنسی تمسخر کرتے ہیں۔ اتنی ہلکی قیمت بتلائی۔ فرمایا نہیں ایسا نہیں۔ میں نے دو چادریں خریدی تھیں، ایک بک گئی اور یہ چادر چار درہم میں رہ گئی ہے۔ جب تم نے اصل قیمت پر لینا چاہا! تو چار درہم ہی پر دوں گا۔

امام بخاریؒ کے ہاں مالِ تجارت آیا۔ عصر کے بعد سوداگر آ گئے اور کہا کہ مرابحہ کر لو۔ ۵ ہزار نفع دیتے ہیں۔ فرمایا کل تک رہنے دو۔ وہ لوگ واپس گئے۔ کل اور مشتری آئے اور دس ہزار نفع پیش کیا اسی مال کا۔ امامؒ نے فرمایا نہیں دس ہزار نہیں لے سکتا۔ کل شام دو چار تاجر مجھے ۵ ہزار روپیہ منافع دینے لگے تھے۔ گو عقد نہیں ہوا تھا۔ مگر میرا قلبی میلان دینے کا ہو گیا تھا، تو اب انہیں ۵ ہزار ہی پہ دوں گا۔ دس ہزار پہ نہیں دے سکتا۔ تو یہ ہے عالم کی شان۔

اسی طرح مواریث الانبیاء (علم اور علومِ نبوت اور سیرتِ طیبہ) کا وقار رکھنا، صرف اللہ کی رضا مدِ نظر رہے۔ علم کو ذلیل نہ ہونے دیں۔ امام بخاریؒ کو حاکمِ بخارا دعوت دیتا ہے کہ میرے پاس آ کر مجھے درس دیا کریں۔ جواب میں کہا کہ یہ علم بڑی اشرف چیز ہے۔ اس کے پیچھے لوگ آتے ہیں۔ علم کسی کے پیچھے نہیں پھرتا، بادشاہ نے کہا کہ میرے شہزادوں کو ایک سپیشل کلاس دو جس میں عام لوگ اور پردیسی غریب الدیار طلبہ نہ ہوں۔ فرمایا یہ حضورؐ کی میراث ہے۔ جنہیں اللہ نے حکم دیا تھا کہ:

واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجھہ۔	ان لوگوں کے ساتھ اپنے نفس کو روکے رکھو جو صبح شام اللہ کی رضا کے لئے اُسے پکارتے ہیں۔ (اور ذکر و فکر ہی ان کا مشغلہ ہے)

تو اس میں یہ تقسیم نہیں کر سکتا۔ امیرِ بخارا خفا ہو گیا اور بخارا سے جلاوطنی کا حکم صادر کیا۔ امامؒ چلے گئے اور باہر ہی دفن ہوئے۔ مگر وقارِ علمی قائم رکھا۔ امام ابوحنیفہؓ ایک طرف دین کی اشاعت میں لگے رہے۔

دوسری طرف درستہ کھا کھا کر دین کی حفاظت کی۔

بھائیو! ملت کی خیر خواہی ہمارا سب سے اہم فریضہ ہے۔ ہم پر دوہری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ آدھا ملک چلا گیا ہے۔ اس شرمناک شکست کی وجہ سے جو ہمارے ہی اعمال کا نتیجہ ہے۔ مگر بہت سے جاہل اذہان اس حادثہ سے اسلام سے پھرنے لگے ہیں۔ حالانکہ یہ اسلام کی شکست نہیں تھی۔ ہمیں ذہنوں کی اصلاح کرنی ہے۔ اور لوگوں کے عقائد کو سنبھالا دینا ہے، وہ کتاب اور وہ سنت پھیلانی ہے جس کی وجہ سے ہمارے اسلاف دنیا و آخرت میں سرخرو ہو گئے۔ اسلام کے اخلاق و اقدار پیش کریں۔ اسلام کی تجارت اسلام کی زراعت پیش کریں۔ اسلام کا طرزِ حکومت پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ جو بے حد مہربان ہیں۔ ایسا ہی رحم فرما دیں گے جیسے اگلوں پر فرمایا۔

میری دعا ہے کہ دیہی ترقیاتی اکیڈمی کے ان مساعی کو بھی اللہ تعالیٰ دین و ملک کے لئے مفید بنا دے۔ قومی تعمیر تو بہت بہتر ہے، مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ قوم کو نئے تمدن اور نئی تہذیب کے سانچوں میں ڈال دیں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہونا چاہئے کہ انگریز کے وقت سے لیکر اب تک عیسائیت، مغربیت اور لادینی کے جتنے بھی اثرات پیدا ہوئے ہیں۔ ان کو مٹا دیا جائے اور حضورؐ کے لائے ہوئے دین اور شریعت کے مطابق فرد اور معاشرہ کی تعمیر کی جائے۔ چودہ سو سال قبل کا دین اپنایا جائے جس کی بدولت ہمیں عزت اور کامرانی ملی تھی۔ اور صحابہؓ نے جس دین کے اخلاق عقائد عبادات اور طہارت ظاہر و باطن کے ذریعہ امدادِ خداوندی کی قوت حاصل کی اور حضورؐ نے تو ہماری حالت پر رحم فرماتے ہوئے یہاں تک فرمایا کہ میرے صحابہؓ نے اگر کسی مامور بہ کا دسواں حصہ بھی چھوڑا تو ماخوذ ہوں گے۔

اور ان کے بعد آنے والوں نے اگر مامور بہ کے دسواں حصہ پر بھی عمل کیا۔ یعنی ۱/۲ درجے کا اخلاص بھی، اگر عمل میں ہو تو کامیابی کا باعث ہوگا۔ یہ مطلب نہیں کہ فرائض اور واجبات کے ۹ حصے چھوڑ دے۔ نہیں۔ بلکہ صحابہؓ کے عمل میں دس کے دس حصے اخلاص ضروری تھا۔ ہم اتنے مخلص نہیں ہو سکتے اور ۱/۲ حصے اخلاص بھی آجائے تو انشاء اللہ کامیاب ہوں گے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

نادر قلمی مطبوعہ کتابوں کا مرکز
چیدیار کتب خانہ گجرات